رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قُلْ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دے گا

(الہام حضرت مسیح موعود)

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام منیجر ہو

فہرست مضامین

Digtized by Khilafat Library

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

جلد ۷ | ۴۔ اکتوبر سنہ ۱۹۱۹ء | شنبہ | مطابق ۸۔ محرم سنہ ۱۳۳۸ ہجری | نمبر ۲۷

مدینۃ المسیح علیہ السلام

ایام زیر رپورٹ میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی طبیعت کسی قدر علیل رہی۔ اسی وجہ سے حضور بعض اوقات نماز پڑھانے کے لئے تشریف نہ لا سکے۔ لیکن اب خدا کے فضل سے آرام ہے ؛

ہفتہ مختتمہ ۴۔ اکتوبر میں حسب ذیل مہمان تشریف لائے۔

ڈاکٹر محمد حسین صاحب کوہاٹ سے۔ محمد مظفر خان صاحب کلرک لاہور سے جناب ڈاکٹر محمد عمر صاحب اکس لے۔ افیسر کنگ جارج میڈیکل کالج لکھنو اور جناب مسٹر محمد طلحہ بی۔ اے برادر ڈاکٹر محمد عمر صاحب لکھنو سے۔ بابو محمد افضل صاحب گوجرانوالہ سے۔ حق نواز صاحب سٹوڈنٹ کالج لاہور سے سید دلاور علی شاہ صاحب لاہور سے۔ بابو عظیم الرحمن صاحب نقشہ نویس کپور تھلہ سے۔ جناب اللہ رکھا صاحب تاجر سیالکوٹ سے۔ جناب غلام رسول صاحب تاجر لالہ موسیٰ سے۔ دوست محمد صاحب ہوشیارپور سے ؛

الموعظۃ الحسنۃ

حقیقت بیعت اور اس سے فائدہ حاصل کرنے کا طریق

بیعت جو ہے۔ اسکے معنے اصل میں اپنے تئیں بیچ دینا ہے۔ اسکی برکات اور تاثیرات اسی شرط سے وابستہ ہیں جیسے ایک تخم زمین میں بویا جاتا ہے۔ تو اسکی ابتدائی حالت یہی ہوتی ہے۔ کہ گویا وہ کسان کے ہاتھ سے بویا گیا۔ اور اس کا کچھ پتہ نہیں کہ اب وہ کیا ہو گا۔ لیکن اگر وہ تخم عمدہ ہوتا ہے۔ اور اسمیں نشو و نما کی قوت موجود ہوتی ہے تو خدا کے فضل سے اور اس کسان کی سعی سے وہ اوپر آتا ہے۔ اور ایک دانہ کا ہزار دانہ بنتا ہے۔ اسیطرح سے انسان بیعت کنندہ کو اول انکساری اور عجز اختیار کرنی پڑتی ہے۔ اور اپنی خودی اور نفسانیت سے الگ ہونا پڑتا ہے۔ تب وہ نشو و نما کے قابل ہوتا ہے۔ لیکن جو بیعت کے ساتھ نفسانیت بھی رکھتا ہے۔ اسے ہرگز فیض حاصل نہیں ہوتا۔ صوفیوں نے بعض جگہ لکھا ہے۔ کہ اگر مرید کو اپنے مرشد کے بعض مقامات پر بظاہر غلطی نظر آوے تو اسے چاہیئے کہ اس کا اظہار نہ کرے۔ اگر اظہار کریگا۔ تو حبط عمل ہو جاویگا کیونکہ اصل میں وہ غلطی نہیں ہوتی۔ صرف اس کے فہم کا اپنا قصور ہوتا ہے) اسی لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دستور تھا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم

کی مجلس میں اس طرح سے بیٹھتے تھے۔ جیسے سر پر کوئی پرندہ ہوتا ہے۔ اور اس کی وجہ سے انسان سر اوپر نہیں اٹھا سکتا یہ تمام ان کا ادب تھا۔ کہ حتی الوسع خود کبھی کوئی سوال نہ کرتے۔ ہاں اگر باہر سے کوئی نیا آدمی آکر کچھ پوچھتا۔ تو اس ذریعہ سے جو کچھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان سے نکلتا وہ سن لیتے۔ صحابہ بڑے متادب تھے۔ اس لئے کہا ہے کہ الطریقۃ کلہا ادب۔ جو شخص ادب کے حدود سے باہر نکل جاتا ہے۔ تو پھر شیطان اس پر دخل پاتا ہے۔ اور رفتہ رفتہ اس کی نوبت ارتداد تک آجاتی ہے۔ اس ادب کو مدنظر رکھنے کے بعد انسان کو لازم ہے کہ وہ فارغ نشین نہ ہو۔ ہمیشہ توبہ استغفار کرتا رہے۔ اور جو جو مقامات اسے حاصل ہوتے جاویں۔ ان پر ہی خیال کرے۔ کہ میں ابھی قابل اصلاح ہوں۔ اور یہ سمجھ کر کہ بس میرا تزکیہ نفس ہو گیا وہاں ہی نہ اڑ بیٹھے ۔

بدر - ۱۶ر نومبر ۱۹۰۳ء } حضرت مسیح موعود

اخبار احمدیہ

ماریشس کے حالات

جناب صوفی غلام محمد صاحب بی اے مبلغ ماریشس حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے حضور میں لکھتے ہیں کہ حضور کا یہ فرمانا بالکل سچ ہے۔ کہ الٰہی سلسلوں کے لئے وبا نہیں ہوا کرتی۔ یہاں دو ایک کام دو ماہ یعنی مئی اور جون تک رہی۔ مگر اللہ کے فضل سے احمدی اس سے محفوظ رہے۔

بیماری کے دنوں میں بیل گاڑیوں میں مردوں کو بھیجا کرتے تھے۔ آدمی اٹھانے کے لئے نہیں ملتے تھے۔ ایک ایک قبر میں کئی کئی مردے دفن کئے گئے۔ یہاں قبرستان کا انتظام گورنمنٹ کے ہاتھ میں ہے۔ قبریں پہلے سے بنا رکھی تھیں۔ سنا گیا ہے کہ ایک دفعہ دو قبروں کی درمیانی دیوار کو توڑ کر دو گڑھوں کو ایک بنا لیا گیا۔ اور اس میں سولہ سترہ مردے دفن کئے گئے۔ وبا سے خدا نے احمدیوں کو بالکل محفوظ رکھا۔ بیمار قریباً اکثر احمدی ہوئے۔ لیکن خدا کے فضل سے سب اچھے ہو گئے۔ یہاں تک کہ غیر احمدیوں میں یہ گفتگو چل پڑی کہ احمدی کیوں نہیں مرتے۔ اور اس پر بہت متعجب ہوتے رہے۔ بیماری کے ایام میں احمدیوں نے یہاں سرکار کو بہت مدد دی۔ دواؤں اور غذاؤں کے بانٹنے میں۔ روز ہل میں احمدی بیماروں کے گھر گھر جاکر دوائی اور غذا پہنچاتے رہے۔ خرچ گورنمنٹ دیتی تھی۔ اور تقسیم کرنیوالے احمدی تھے۔ ایسا ہی فنکس کے احمدی عارضی ہسپتال میں کام پر لگے ہوئے تھے۔ لاموری میں برادر حسن علی احمدی نے بہت سے غیر احمدی بیماروں کی خدمت میں حصہ لیا۔ ایک احمدی کا باپ مر گیا۔ اور وہ غیر احمدی تھا۔ اس کو احمدیوں کی مدد سے دفن کیا گیا۔ پھر اس کی ماں غیر احمدی مر گئی۔ سب خرچ ایک احمدی نے اپنے پاس سے کیا۔ اور غیر احمدی سردار سے کہا کہ تمہاری جماعت کی میت ہے۔ خرچ میں کرتا ہوں۔ اس جنازے کے لئے اپنی جماعت کے آدمی بھیجو۔ اس نے کہا۔ آدمی نہیں مل سکتے۔ دو چار آدمی لے کر اس کو دفن کرا دو۔ احمدی نے کہا۔ کہ ہم اس کو بیل گاڑی میں لے جاکر بغیر جنازہ کے دفن کرا آئینگے۔ اور دو احمدیوں نے اسکو گاڑی میں لے جاکر ... دفن کر دیا۔ یہ دو احمدی ایک اس کا بیٹا اور دوسرا اس کا سگا بھائی تھا۔ یہاں کے مسلمان جب کوئی احمدی ہونے لگتا۔ تو کہا کرتے تھے کہ شادی و بیاہ کہاں اور کیسے کرو گے۔ اور تمہارے مردہ کو کون اٹھائیگا۔ گویا مسلمانوں کی جماعت یہاں صرف اسی لئے ہے کہ نکاح میں آرام ملے۔ اور مردے کو اٹھانے کے لئے آدمی ملیں۔ کیونکہ قبرستان بہت دور ہیں۔ یہ بات اس بیماری نے توڑ دی۔ کہ کوئی جماعت کام نہیں آسکتی خدا کا فضل ہی کام آسکتا ہے ۔

تبلیغ بوجہ مقدمہ نسبتاً کم ہے۔ مگر بیٹھی کے دن قریباً پانچ آدمی سن جاتے ہیں۔ تریولے میں اسحاق سبحانی سیانجی مسافر اور انکی بیوی بیعت کر کے داخل سلسلہ ہو چکے ہیں۔ سلیمان۔ یاد علی بھی بیعت کر چکے ہیں عالم کے ایک بیٹے نے بھی بیعت کی ہے محمد حسین قاری جو عیسائی ہو گیا تھا۔ اب زیر تبلیغ ہے۔ غنایت سمی گریاں بھی زیر تبلیغ ہے۔ احمد سابجے اچھا۔ قاسم سابجی اچھا عارف سابجے اچھا تینوں بھائی احمدیت میں داخل ہیں۔ ایک ہندو نوجوان لڑکا میک ہاتھ پر مسلمان ہوا۔ اس کا نام عبد السلام رکھا گیا۔ اور وہ بھی احمدی ہے۔ عبد الرحمن احمدیت میں داخل ہو گیا ہے۔ حاجی ابراہیم اچھا۔ رمضان کے ساتھ ہی واپس احمدیت میں آگئے ہیں۔ اور آگے سے زیادہ جوش کے ساتھ مسجد میں آتے ہیں۔ اور احمدیت کے لئے غیرت رکھتے ہیں۔ یہی اصل میں مسجد کے متولی ہیں۔ حضور کی دعا سے انشاء اللہ احمدیت خوب یہاں ترقی کریگی لوگ مقدمہ کا انتظار کر رہے ہیں ۔

۱۹ر جولائی ۱۹۱۹ء کو ہمارا ایڈریس Acting Governor کو دیا گیا

۱۴ر جولائی کو میں نردیا اور ابراہیم اچھا دربار گورنری میں مدعو تھے ۔

تمام احمدی برادران محتاط رہیں

مولوی احمد گل

وعبد القادر سرحدی افغان جو مولوی عبد اللہ صاحب تیماپوری کے مرید ہیں۔ مبائعین کو دھوکہ دیتے پھرتے ہیں کہ ہم قادیان ہجرت کر کے جا رہے ہیں۔ ادھر پیغامیوں سے بھی خط و کتابت رکھی ہوئی ہے۔ مبائعین کو اس قسم کے دھوکے دے کر عبد اللہ تیماپوری کا لٹریچر تقسیم کرتے پھرتے ہیں۔ ہمیں احباب کا تو کوئی خیال نہیں ہے۔ کہ اس کے لٹریچر سے ہماری جماعت پر کوئی برا اثر پڑیگا۔ لیکن احباب سے آگاہ کرنا ضروری ہے۔ کہ وہ اس قسم کی غلط بیانیوں سے کام لے کر جو ابنا الو سیدھا کرتے پھرتے ہیں۔ کہیں اور کسی طرح کا دھوکہ دیکر کسی کو نقصان نہ پہنچا دیں ۔

ناظر امور عامہ

درخواست دعا

جناب حافظ سید مختار احمد صاحب مختار شاہجہانپوری کے اسم گرامی سے احباب سلسلہ واقف ہیں۔ آپکی ماؤف آنکھ میں سخت تکلیف اور درد ہے۔ اور درد کے باعث آنکھ۔ ناک اور منہ سے خون بھی نکلا ہے۔ احباب آپکی صحت کے لئے درد دل سے دعا فرماویں۔ کہ خدا آپکو کامل صحت عنایت فرما دے ۔

۲۔ برادر شیخ فضل حق صاحب سیکرٹری انجمن احمدیہ بہراور علاقہ پٹیالہ کی اہلیہ بیمار ہیں۔ احباب انکی صحت کے لئے دعا فرماویں ۔

نماز جنازہ - سید غلام محمد صاحب احمدی رسول پور (اٹک) سے اطلاع دیتے ہیں کہ انکے والد مولوی نیاز حسین صاحب ۲۳ر ستمبر کو ۷۰ سال کی عمر میں فوت ہو گئے ہیں۔ مرحوم اس علاقہ میں حضرت مسیح موعود کے ہاتھ پر اولین بیعت کرنیوالوں میں سے تھے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب جنازہ غائب پڑھیں ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دار الامان - ۴ر اکتوبر ۱۹۱۹ء

بہشتی مقبرہ میں صرف بہشتی ہی دفن کیا جائیگا

غیر مبایعین کے سلسلہ احمدیہ سے علیحدہ اور روگردان ہونے میں تو کسی قسم کا شک و شبہ باقی نہیں رہ گیا لیکن افسوس اور عبرت کا مقام یہ ہے۔ کہ یہ لوگ اپنی علیحدگی اور روگردانی کا اعلان خود اپنے ہاتھوں اپنے اخبار میں کر رہے ہیں۔

چنانچہ ۱۴ر اگست ۱۹۱۹ء کے پیغام میں شیخ رحمت اللہ صاحب کی اس وصیت کے منسوخ کرنے کا اعلان کیا گیا ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی منشاء کے ماتحت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تجویز کردہ بہشتی مقبرہ کے متعلق انہوں نے کی ہوئی تھی حضرۃ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بہشتی مقبرہ کے متعلق جو کچھ تحریر فرمایا ہے۔ اس کو سامنے رکھ کر شیخ رحمت اللہ صاحب کے اس اعلان کو پڑھنے سے خدا تعالیٰ کی شان بے نیازی اور انسان کی اپنے ہاتھوں اپنی بربادی کا عبرت انگیز نقشہ آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے۔ کہ وہ مقبرہ جس کے متعلق حضرت مسیح موعود تحریر فرمائیں کہ:۔

"اس قبرستان کے لئے بڑی بھاری بشارتیں مجھے ملی ہیں۔ اور نہ صرف خدا نے یہ فرمایا ہے کہ یہ مقبرہ بہشتی ہے۔ بلکہ یہ بھی فرمایا کہ انزل فیھا کل رحمۃ یعنی ہر ایک قسم کی رحمت اس قبرستان میں اتاری گئی ہے"

اسمیں داخل ہونے کے لئے جو وصیت کیگئی تھی۔ اسکو خود منسوخ کر کے اس میں داخل ہونے سے انکار کیا جائے کیا جو شخص حضرۃ مسیح موعود کو خدا تعالیٰ کا برگزیدہ اور راستباز انسان سمجھتا ہے وہ ایسا کر سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ یہ ثبوت ہے اور نہایت کھلا اور واضح ثبوت ہے اس امر کا کہ ان لوگوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ہرگز ہرگز ایمان نہیں رہا۔

ذیل میں ہم حضرت مسیح موعود کی درد دل سے نکلی ہوئی وہ دعائیں درج کرتے ہیں۔ جو آپ نے مقبرہ بہشتی اور اس میں داخل ہونیوالوں کے متعلق فرمائی ہیں۔ ان سے صاف ظاہر ہے کہ چونکہ مقبرہ بہشتی سے علیحدہ ہونیوالے غیر مبایعین فی الواقعہ اس پاک اور متبرک جگہ میں داخل ہونے کے قابل نہیں رہے اسلئے خدا تعالیٰ نے انکی علیحدگی ضروری سمجھی ہے اور وہ علیحدہ ہو رہے ہیں ÷

حضرت مسیح موعود رسالہ الوصیت میں فرماتے ہیں:۔

"میں دعا کرتا ہوں کہ خدا اس (زمین) میں برکت دے۔ اور اسی کو بہشتی مقبرہ بنادے۔ اور یہ اس جماعت کے پاک دل لوگوں کی خوابگاہ ہو۔ جنھوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کر لیا۔ اور دنیا کی محبت چھوڑ دی۔ اور خدا کیلئے ہو گئے اور پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کر لی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کیطرح وفاداری اور صدق کا نمونہ دکھلایا۔ آمین یا رب العالمین ÷

پھر میں دعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر خدا۔ اس زمین کو میری جماعت میں سے ان پاک دلوں کی قبریں بنا۔ جو فی الواقعہ تیرے لئے ہو چکے۔ اور دنیا کی اغراض کی ملونی ان کے کاروبار میں نہیں۔ آمین یا رب العالمین

پھر میں تیسری دفعہ دعا کرتا ہوں۔ کہ اے میرے قادر کریم۔ اے خدائے غفور و رحیم تو صرف ان لوگوں کو اس جگہ قبروں کی جگہ دے۔ جو تیرے اس فرستادہ پر سچا ایمان رکھتے ہیں۔ اور کوئی نفاق اور غرض نفسانی اور بدظنی اپنے اندر نہیں رکھتے۔ اور جیسا کہ حق ایمان اور اطاعت کا ہے بجا لاتے ہیں۔ اور تیرے لئے تیری راہ میں اپنے دلوں میں جان فدا کر چکے ہیں۔ جن سے تو راضی ہے۔ اور جن کو تو جانتا ہے۔ کہ وہ بکلی تیری محبت میں کھوئے گئے ہیں۔ اور تیرے فرستادہ سے وفاداری اور پورے ادب اور انشراح ایمان کے ساتھ محبت اور جانفشانی کا تعلق رکھتے ہیں۔ آمین یا رب العالمین"

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان دعائیہ فقرات کو سامنے رکھ کر اگر غیر مبایعین کی حالت کو دیکھا جائے۔ تو صاف ظاہر ہو جاتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو جو صفات مقبرہ بہشتی میں دفن ہونے والے لوگوں کے لئے ضروری قرار دی ہیں۔ ان لوگوں میں اب وہ ہرگز نہیں پائی جاتیں۔ ہم اس بات کو غیر مبایعین کے حالات اور واقعات سے ثابت کر سکتے ہیں۔ اور دکھا سکتے ہیں کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیان کردہ تمام صفات سے عاری ہو چکے ہیں۔ لیکن اول تو ان کی حالت اسقدر الم نشرح ہو چکی ہے۔ کہ ہمیں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ دوسرے خدا تعالیٰ کے منشا اور حکم کے ماتحت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تجویز کردہ مقبرہ بہشتی سے اپنی وصیتوں کو منسوخ کرنا ثابت کر رہا ہے۔ کہ وہ ان سے عاری ہو گئے ہیں۔ جو بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے کے فضل کی جاذب ہو سکتی ہیں۔ اور ان کی بدبختی اور بے نصیبی اس حد کو پہنچ چکی ہے۔ کہ وہ خود اس فضل سے محروم ہونے کا اعلان کر رہے ہیں۔ کاش! یہ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مندرجہ ذیل الفاظ پر غور کریں۔ اور دیکھیں کہ وہ اپنے متعلق آپ کیا فیصلہ کر رہے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے:۔

"کوئی یہ خیال نہ کرے کہ صرف اس قبرستان میں داخل ہونے سے کوئی بہشتی کیونکر ہو سکتا ہے۔ کیونکہ یہ مطلب نہیں ہے۔ کہ یہ زمین کسی کو بہشتی کر دیگی۔ بلکہ خدا کے کلام کا یہ مطلب ہے۔ کہ **صرف بہشتی ہی اس میں دفن کیا جائیگا**"

کیا اب صاف ظاہر نہیں ہے۔ کہ غیر مبایعین کا اپنی وصیتوں کو منسوخ کرانا اس بات کا ثبوت دیتا ہے۔ کہ وہ اس میں دفن ہونے کے قابل نہیں ہیں۔ اور اسکی وجہ یہی ہے۔ کہ ان میں وہ صفات نہیں پائی جاتیں۔ جو حضرۃ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمائی ہیں ÷

حلفیہ شہادت کا مطالبہ اور اُس کا جواب

(ایڈیٹر)

۴ ستمبر ۱۹۱۹ء کے پیغام میں " خدا کے واسطے سچی شہادت کا مطالبہ " کے عنوان سے ڈاکٹر حسن علی صاحب کا ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ جس میں انہوں نے اپنے بعض رشتہ دار وغیرہ سے اس امر کے متعلق حلفیہ شہادت کا مطالبہ کیا ہے۔ کہ وہ حضرت خلیفہ ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے زمانہ سے قبل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی مانتے تھے یا نہیں؟ اگرچہ اس مطالبہ کو پورا کرنے کی نہ کوئی ضرورت تھی۔ اور نہ فائدہ۔ کیونکہ جب غیر مبائعین کے اسی امر کے متعلق حلفیہ مطالبہ کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ پورا کر چکے ہیں۔ اور انہوں نے اس سے کوئی فائدہ نہیں اُٹھایا۔ تو اب کسی اور کے حلفیہ بیان سے ان کے فائدہ اٹھانے کی ہرگز امید اور توقع نہیں ہو سکتی۔ احباب کو یاد ہو گا۔ کہ جب خواجہ کمال الدین صاحب نے حضرت مسیح موعود کی نبوت کے متعلق حلف کا مطالبہ کیا تو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے مندرجہ ذیل الفاظ میں اس کو پورا کر کے غیر مبائعین پر اتمام حجت کر دی تھی کہ:۔

" میں قسم کھاتا ہوں۔ وہ خدا جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ وہ خدا جو عذاب کی طاقت رکھتا ہے وہ خدا جس نے میری جان کو قبض کرنا ہے۔ وہ خدا جو زندہ قادر سزا و جزا دینے والا ہے۔ وہ خدا جس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دنیا کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا۔ اور وہ خدا جس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث کیا۔ میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ میں حضرت مرزا صاحب کو اسوقت بھی جبکہ حضرت مسیح موعود زندہ تھے اسی طرح کا نبی مانتا تھا۔ جس طرح کا اب مانتا ہوں۔ میں اس بات کے لئے بھی قسم کھاتا ہوں کہ خدا تعالیٰ [illegible] منبر پر کھڑے ہو کر کہا ہے کہ مسیح موعود نبی تھے "

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کے متعلق اس نہایت صاف اور واضح حلفیہ بیان کے علاوہ حضور نے مبائعین کے ان تمام عقائد کے سچے اور حق ہونے کے متعلق بھی حلف اُٹھایا تھا۔ جن پر وہ قائم ہیں۔ چنانچہ حضور نے فرمایا تھا۔

" میں یہ نہیں کہتا کہ غیر مبائعین سب کے سب عملی لحاظ سے بُرے ہیں۔ اور ہماری جماعت کے سارے کے سارے لوگ عمل میں اچھے ہیں۔ مگر میں قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ جن عقائد پر ہم ہیں۔ وہ سچے ہیں "

(الفضل ۲۳ ستمبر ۱۹۱۵ء)

اگر غیر مبائعین میں کچھ بھی حق جوئی اور صداقت پسندی ہوتی تو وہ اس حلفیہ بیان کو پڑھ کر جو نہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کے عقیدہ کے متعلق تھا بلکہ جن پر ہم قائم ہیں۔ اگر زیادہ نہیں۔ تو ہمارے خلاف آئندہ شور مچانے سے ہی باز آجاتے لیکن کیا ایسا ہوا۔ ہرگز نہیں۔ انہوں نے اس سے کچھ بھی فائدہ نہ اُٹھایا۔ اور جس طرح اس سے پہلے ہماری مخالفت میں زور لگاتے تھے۔ اسی طرح اب تک لگ رہے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے اپنے اس حلفیہ بیان کے ساتھ ہی فیصلہ کی ایک اور صورت بھی پیش کی تھی۔ اور وہ یہ کہ:۔

" میں تو اس کے لئے بھی تیار ہوں کہ آؤ وہی کریں۔ جو نجران کے مسیحیوں کے ساتھ کیا گیا تھا پیغام میں کفر کا فتوےٰ تو ہماری نسبت وہ دے ہی چکے ہیں۔ اگر انہیں جرأت ہے۔ تو آئیں۔ فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم و نساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتہل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین بڑی آسان بات ہے۔ قسم ہی نہیں بلکہ مباہلہ کر لیں۔ جب کفر کا فتوےٰ دے چکے ہیں۔ تو انہیں کوئی عذر بھی نہیں ہو سکتا۔ اور جب وہ مجھے کافر سمجھتے ہیں۔ تو پھر ان کے لئے کیا روک ہے۔ کہ میں ان سے مباہلہ نہ کروں۔ مجھے جو کافر قرار دیتے ہیں مجھے ان سے مباہلہ جائز ہے "

لیکن اس کو بھی غیر مبائعین نے منظور نہ کیا۔ اور ہرگز مباہلہ کے ذریعہ فیصلہ کے لئے تیار نہ ہوئے۔ ایسی صورت میں انہیں سے کسی شخص کا کسی مبائع سے حضرت مسیح موعود کی نبوت کے متعلق حلف کا مطالبہ کرنا حد درجہ کی بیہودگی ہے۔ لیکن ڈاکٹر حسن علی صاحب کے جو رشتہ دار یہاں قادیان میں رہتے ہیں۔ انہوں نے ان پر اتمام حجت کرنے کے لئے اپنے حلفیہ بیان لکھ کر شائع کرنے کے لئے ہمارے پاس بھیج دئے ہیں۔ جو ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:۔

پہلا حلفیہ بیان تو ڈاکٹر حسن علی صاحب کی پھوپھی صاحبہ کا ہے۔ جن کے متعلق ڈاکٹر صاحب نے حلف کا مطالبہ کرتے ہوئے حسب ذیل الفاظ لکھے ہیں کہ:۔

" میری پھوپھی صاحبہ مسماۃ بیگم بی بی احمدی ہیں۔ جو اپنے اخلاص۔ تقوےٰ کے واسطے راقم کے خاندان میں مشہور ہیں "

انہوں نے حسب ذیل شہادت قلمبند کرائی ہے۔

برخوردار ڈاکٹر حسن علی طال اللہ عمرہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ برخوردار محمد حسین فرزندم مہاجر قادیان دارالامان نے مجھے تمہارا مضمون مندرجہ اخبار پیغام صلح مورخہ ۴ ستمبر ۱۹۱۹ء سنایا ہے۔ جس میں تم نے مجھ سے شہادت طلب کی ہے۔ کہ میں نے حضرت صاحب کو کیا مان کر بیعت کی تھی۔ سو برخوردار میں نے حضرت صاحب کی بیعت حضور کو مسیح موعود سمجھ کر کی تھی۔ اور مسیح موعود کی بابت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ نبی اللہ ہو گا۔ میں اس خدائے واحد لاشریک کی قسم کھا کر شہادت دیتی ہوں۔ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میرا ہمیشہ سے یہی اعتقاد ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود نبی اللہ ہیں۔ بیگم بی بی۔

دوسرا بیان ڈاکٹر حسن علی کے پھوپھی زاد بھائی مولوی محمد حسین صاحب کا ہے۔ جو یہ ہے کہ:۔

برادرم ڈاکٹر حسن علی صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا ایک مضمون اخبار پیغام صلح لاہور مورخہ ۴ ستمبر ۱۹۱۹ء میں چھپا ہے۔ اس میں آپ نے میرے متعلق یہ لکھا ہے۔ کہ میں آپ کی خدمت میں یہ شہادت لکھ کر بھیجوں۔ کہ میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی خلافت سے

پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کیا مانتا تھا۔ سو برادرم میں نے حضرت صاحب کی بیعت رؤیا کے ذریعہ اس زمانہ میں کی ہے۔ جبکہ میری عمر ابھی بہت چھوٹی تھی اس وقت میں حضرت صاحب کو امام مہدی سمجھتا تھا۔ اس کے بعد جب میرا ملنا جلنا احمدی جماعت کے لوگوں سے زیادہ ہوا۔ اور مجھے علم ہوا۔ کہ حضور کا دعویٰ مسیحیت کا بھی ہے تو میں نے آپ کو مسیح موعود مان لیا۔ اور اس کے بعد جب مجھے حضور کے دعویٰ نبوت کا علم ہوا۔ تو میں نے حضور کو نبی ماننا شروع کر دیا۔ غرض جوں جوں میرا علم بڑھتا گیا میں حضور کے دعوؤں پر ایمان لاتا گیا۔ یہ میری سچی حلفیہ شہادت ہے۔ جس کے ادا کرنے میں ذرہ بھی مجھے تامل نہیں۔ اور مجھے مسیح موعود اور نبوت کے دعوے کا علم حضرت صاحب کی زندگی میں ہوا ہے۔ اور حضرت صاحب کی زندگی میں میں نے حضرت صاحب کو مسیح موعود اور نبی مانا ہے۔ اور اس وقت خدا کے فضل سے اسی اعتقاد پر قائم ہوں۔

محمد حسین

ان حلفیہ شہادتوں کو شائع کرتے ہوئے کیا ہم امید رکھیں۔ کہ ڈاکٹر حسن علی صاحب ان سے فائدہ اٹھائینگے۔ اور خاص کر اپنی پھوپھی صاحبہ کے الفاظ سے جن کے اخلاص اور تقوے کا خود انہیں اعتراف ہے،

کیا پیغام کا اعتبار نہیں؟

(۲)

مولوی محمد علی صاحب بھی عجیب رنگ کے انسان ہیں نہ تو انہیں اپنے کسی قول کی پرواہ ہے۔ اور نہ اپنے کسی فعل کی۔ جیسا موقع دیکھتے ہیں۔ ویسا ہی رنگ اختیار کر لیتے ہیں۔ اور جدھر ضرورت سمجھتے ہیں۔ ادھر ہی ڈھل جاتے ہیں۔ ان کے سابقہ اور موجودہ مذہبی عقائد میں جسقدر اختلاف اور تضاد پایا جاتا ہے اسکی حقیقت تو کئی بار ظاہر کی جا چکی ہے۔ اور ایسی صفائی کے ساتھ ظاہر کی جا چکی ہے کہ خود مولوی صاحب موصوف کو بھی کہنا پڑتا ہے کہ:۔

"میری یا زید بکر کی تحریر کوئی حجت شرعی نہیں"

لیکن سیاسی خیالات کے متعلق حال میں انہوں نے اپنے ساتھیوں کو مخاطب کرکے جو یہ اعلان کیا تھا۔ کہ "معاملات ملکی سے بالخصوص اپنے آپ کو علیحدہ رکھیں" وہ ان کے سابقہ سیاسی خیالات اور افعال کے بالکل خلاف تھا۔ چنانچہ ہمنے ۲۸ ستمبر کے پرچہ میں اس کے متعلق تفصیل سے لکھا تھا۔ اور ثابت کیا تھا کہ نہ صرف یہ لوگ بڑے شوق اور جوش سے سیاسی معاملات میں حصہ لیتے تھے۔ بلکہ ہم لوگوں کو جو انہیں اس سے روکتے تھے۔ برا بھلا کہتے تھے۔ اس کے ثبوت میں ہم نے پیغام صلح کے حسب ذیل الفاظ پیش کئے تھے۔ جو اس نے ۵ دسمبر ۱۹۱۷ء کے پرچہ میں ہمیں مخاطب کرکے لکھے تھے کہ:۔

"اس وقت کو یاد کرو۔ جب حضرت خواجہ صاحب نے مسلم انڈیا میں امور دینیہ کے ساتھ ہندوستان کے پولیٹیکل (ملکی) معاملات پر بھی بحث کرنے کا اعلان کیا۔ اور اسپر قادیان کے محمودی حلقوں سے اخبار الحکم کے ذریعہ کس قدر شور و غوغا برپا ہوا۔ کہ خواجہ صاحب کا رسالہ کوئی مت خریدے۔ یہ باغی لوگوں کا رسالہ ہے۔ سلسلہ احمدیہ کو پولیٹیکل امور سے کوئی واسطہ نہیں۔ اور یہ پولیٹیکل مباحث میں بھی حصہ لیتا ہے"

اس حوالہ سے اہل پیغام کے سیاسی مسلک کا نہایت صفائی کے ساتھ پتہ لگ جاتا ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ لوگ سیاست میں دخل دینے سے ہمارے منع کرنے کو سخت ناپسند کرتے تھے۔

اسکے جواب میں ۱۷ ستمبر ۱۹۱۹ء کے پیغام میں "یہ حماقت یا شرارت" کے عنوان سے جناب بابو منظور الٰہی صاحب نے ایک مضمون لکھا ہے۔ جسمیں انہوں نے گالیوں کے ذریعہ اپنے دل کا بخار نکالنے پر ہی سارا زور صرف کیا ہے۔ اور اصل بات کو کاتب کی غلطی کی پناہ لے کر (جس نے پیغام کا مذکورہ بالا حوالہ درج کرتے ہوئے ۵۔ دسمبر ۱۹۱۷ء کی بجائے ۱۵ دسمبر ۱۹۱۷ء لکھ دیا) اس طرح ٹالنا چاہا ہے کہ:۔

"جب تک اصل مضمون نہ دیکھا جائے۔ کچھ کہا نہیں جا سکتا"

اسوقت ہم بابو صاحب موصوف کو بتانا چاہتے ہیں۔ کہ:۔ ۵۔ دسمبر ۱۹۱۷ء کے پیغام کا صفحہ ۲ کالم ۳ سطر ۱۴ تا ۱۸ پڑھیں۔ وہاں انہیں "اصل مضمون" حرف بحرف مل جائیگا اور بتائیں۔ کہ مولوی محمد علی صاحب کا یہ اعلان کہاں تک اس کے مطابق ہے۔ باقی رہا ان کا یہ کہنا کہ:۔

"رہا الحکم کا شور و غوغا۔ سو جہاں تک میں نے فائل دیکھے ہیں۔ یہ شور و غوغا تب شروع ہوا۔ جب آپسمیں اختلاف ہوا۔ ورنہ خواجہ صاحب کے رسالہ کی پہلی جلد کا نام ہی مسلم انڈیا تھا۔ جسمیں پولیٹیکل امور بھی ہوتے تھے۔ مگر کیا قادیانیوں میں سے ایک فرد بھی اور خود ان کا گدی نشین حلف اٹھا سکتا ہے۔ کہ ان ایام میں ان میں سے کسی نے خواہ الحکم نے ہی سہی یہ اعلان کیا تھا۔ کہ خواجہ صاحب کا رسالہ کوئی مت خریدے۔ مارچ ۱۹۱۴ء تک جہانتک میری یاد کام کرتی ہے رسالہ کی مخالفت میں ایک بھی آواز نہیں اٹھی۔ بحالیکہ اس میں زور دار پولیٹیکل امور درج ہوتے تھے۔ اگر ایڈیٹر الفضل مارچ ۱۹۱۴ء سے پہلے کوئی مخالف آواز پیش کر سکتا ہے۔ کہ خواجہ صاحب کا رسالہ کوئی مت خریدے۔ تو پیش کرے"

معلوم ہوتا ہے۔ بابو صاحب نے فرط غیظ و غضب میں یہ الفاظ لکھ دئے ہیں۔ اور یہ نہیں سوچا کہ پیغام کے جن الفاظ کو حوالہ کی غلطی کی آڑ لے کر ٹال دیا ہے۔ وہ جب دوبارہ ہو بہو پیش کئے جائینگے۔ تو پھر کس قدر مشکل پیش آئیگی۔ کیونکہ ان میں لکھا ہے کہ:۔

"جب حضرت خواجہ صاحب نے مسلم انڈیا میں امور دینیہ کے ساتھ ہندوستان کے پولیٹیکل معاملات پر بھی بحث کرنے کا اعلان کیا۔ تو اسپر قادیان کے محمودی حلقوں سے اخبار الحکم کے ذریعہ کس قدر شور و غوغا برپا ہوا کہ خواجہ صاحب کا رسالہ کوئی مت خریدے"

اگر یہ الفاظ ۵۔ دسمبر ۱۹۱۷ء کے پیغام صلح کے ہیں۔ اور یقیناً ہیں۔ تو بابو صاحب کو ان میں مندرجہ امور کی صداقت کا ثبوت ہم سے طلب کرنے کی بجائے خود پیغام سے پوچھنا چاہئے یا اپنے امیر سے دریافت کرنا چاہیئے۔ ہاں اگر وہ پیغام کی شہادت کو قابل اعتبار نہیں سمجھتے۔ اور اُسے جھوٹا یقین کرتے ہیں۔ تو اس کا اعلان کر دیں اسکے بعد ہم انہیں اور طریق سے قائل کرنے کی کوشش کرینگے۔ انشاء اللہ

بابیوں کے ہال میں مرزا محمود بہائی کے ساتھ گفتگو

اِسکے قبل بابیوں کے ہال میں اسی شخص سے ہماری گفتگو ہو چکی تھی ۔ لیکن مکرمی جناب سید بشارت احمد صاحب کی تحریک پر ہم لوگ پھر ان کے ہال میں گئے ۔ سید صاحب نے اسے کہا ۔ کہ ہم جناب باب اور جناب بہاء اللہ کی کتابیں دیکھنا چاہتے ہیں ۔ اور اسی لئے آئے ہیں ۔ لیکن بہائی مذکور نے بجائے کوئی کتاب دکھانے کے اس پر بحث چھیڑ دی ۔ کہ انسان کے لئے کتاب ضروری ہے یا نمونہ ۔ دیر تک اس پر گفتگو رہی ۔ ہمارے مکرم سید صاحب نے بہت اصرار کے ساتھ کتاب دیکھنے کی خواہش ظاہر کی ۔ لیکن انہوں نے نہ دکھائی ۔ اور کہا کہ ہم نے دنیا کے تمام مذہبی مرکزوں میں کتاب الاقدس وغیرہ پہونچا دی ہے ۔ اور آپ کے قادیان میں بھی پہونچ گئی ہے ۔ چنانچہ اس کی بناء پر ریویو آف ریلیجنز میں ہمارے خلاف مضامین بھی نکلے ہیں ۔ اور ہم نے ان کا جواب بھی دیا ہے ۔ اس کو پڑھیں ۔ ریویو نے ہمارے دشمنوں کے قول کی بناء پر ہم پر اعتراضات کئے ہیں اس کو ہمارے مذہب کی خبر نہیں ۔ میں نے کہا ۔ ایک طرف تو آپ کہتے ہیں کہ قادیان میں ہماری کتاب پہنچ گئی ہے دوسری طرف آپ کہتے ہیں کہ ریویو کے ایڈیٹر کو ہمارے مذہب کی خبر نہیں ۔ اس نے ہمارے دشمنوں کی کتابوں سے ہم پر اعتراض کئے ہیں ۔ ان دونوں میں سے کون سی بات آپ کی سچی ہے ۔ کتاب نہ دینے کے متعلق آپ نے یہ عذر کیا ۔ کہ قادیان میں کتاب پہنچ گئی ۔ اب دینے کی ضرورت نہیں ۔ اور اعتراضوں سے بچنے کے لئے یہ کہا کہ قادیان والوں کو ہمارے مذہب کی مطلق خبر نہیں ۔ دشمنوں کی کتابوں سے ہم پر اعتراض کئے ہیں ۔ اس پر بہائی محمود نے کہا کہ کچھ ہماری کتاب الاقدس سے لکھا ہے ۔ اور کچھ دشمنوں کی کتابوں سے اول الذکر کتاب کی عبارت کے معنی غلط کئے ہیں ۔ اور آخر الذکر کتاب کی بناء پر الزام لگایا ہے ۔ میں نے کہا کہ آپ کی اور آپ کے دشمن کی دونوں کتابیں تو آپ کے پاس ہونگی ۔ نکالکر مجھے دکھائیں کہ فلاں معنے غلط کئے ہیں ۔ اور فلاں بات کا الزام لگایا ہے ۔ بہائی صاحب نے کہا ۔ کہ اسوقت ہمارے پاس دونوں کتابوں میں سے کوئی بھی نہیں ہے ۔ میں نے کہا کہ اچھا آپ کے خلاف جو کتاب آپکے دشمن نے لکھی ہے ۔ اس کا پتہ مجھے بتائیں ۔ انہوں نے کہا کہ وہ آج نہیں چھپی ہے ۔ اس کو قریب سو سال کے ہوتا ہے ۔ میں نے کہا ۔ اچھا وہ اعتراض ہی بتائیں ۔ جسکو کہ ریویو کے ایڈیٹر نے بطور جھوٹ لکھا ہے ۔ انہوں نے کہا کہ بھی مجھے یاد نہیں میں نے کہا کہ اچھا اگر وہ الزام بھی آپ کو یاد نہیں ہے ۔ تو اس کتاب کے مصنف کا ہی نام بتائیں ۔ انہوں نے کہا کہ یہ بھی اسوقت مجھے یاد نہیں ۔ میں نے کہا کہ کسقدر افسوس کی بات ہے ۔ ایک تو آپ اپنی کتاب نہیں دکھاتے اور ہمارے سلسلہ کے رسالہ نے جو کچھ آپ کے طریقہ کے متعلق لکھا ہے ۔ اس کو آپ غلط بھی کہتے ہیں ۔ اور جب ثبوت طلب کرتے ہیں تو ثبوت بھی نہیں دیتے ۔ مجھ سے کہنے لگے ۔ آپ بالکل بے انصافی کرتے ہیں ۔ میں نے کہا کہ میں بے انصافی نہیں کرتا ۔ بلکہ آپ کے اس ہال میں انصاف کا نام و نشان نہیں ہے ۔ چند اور بہائی آ گئے تھے ۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ آپ دشمن کی کتاب سے ہمارے مذہب کو کس طرح معلوم کر سکتے ہیں دشمن تو غلط کہتا ہے ۔ میں نے ان کو بھی کہا کہ دشمن کی کتاب پر ہرگز اعتبار نہیں کرنا چاہیئے ۔ اسوجہ سے میں کہتا ہوں ۔ کہ مجھے آپ اپنی کتاب نکالکر دکھائیں کہ فلاں بات جو دشمن نے لکھی ہے ۔ وہ ہماری کتاب میں نہیں یا فلاں معنے جو دشمن نے کسی عبارت کے کئے ہیں وہ اس عبارت سے ظاہر نہیں ہوتے ہیں ۔ مگر افسوس آپ کتاب بھی نہیں دکھاتے ہیں ۔ پھر بھی یہ کہتے ہیں کہ ریویو نے غلط لکھا ہے ۔ اور دشمنوں کی کتابوں سے لے کر لکھا ہے ۔ باوجود اس قدر بحث کے انہوں نے کتاب نہ دکھائی ۔ اور نہ دکھانے کا وعدہ کیا ۔ یہاں تک کہ آخر میں ہمارے مکرم سید صاحب نے دست بستہ بھی کہا ۔ اور بہت تمنا ظاہر کی ۔ لیکن انہوں نے کتاب نہ دکھائی ۔

ناگ پنچمی کے میلے میں ہماری تبلیغ

بمبئی میں ہر سال ناگ پنچمی کا ایک میلا ہوتا ہے اور ہمارے ہال کے سامنے ہی بلاسس روڈ پر یہ میلا ہوتا ہے ۔ گذشتہ سال بھی خدا کے فضل سے ہم نے اس موقعہ پر تبلیغ کی تھی ۔ اس سال بھی ہم نے خدا کے فضل سے تبلیغ کی ۔ باہر دیوار پر بڑا کپڑے کا بورڈ جس پر انگریزی زبان میں لکھا ہوا ہے ۔ جیسس کرائسٹ کی آمد ثانی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے رنگ میں جس طرح ایلیاس کی آمد یوحنا کے رنگ میں ہوئی تھی ۔ مفصل دریافت کرنے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی خدمت میں قادیان پنجاب کے پتہ پر لکھو ۔ اور ہر اتوار کو احمدیہ ہال بمبئی میں لیکچر سنو ۔ اس بورڈ کو پڑھنے کے لئے سارے انگریز اور لیڈیاں اور سپاہی جمع ہو گئے سامنے عیسائی مشنریوں کا مجمع تھا ۔ ان پر یہ بات بہت شاق گذر رہی تھی ۔ اس کے علاوہ ہم نے باہر تمام انگریزی اردو ۔ گجراتی کتابیں فروخت کے لئے ایک میز پر لگا دی تھیں جماعت کے کچھ لوگ کتابیں بیچنے اور کچھ لوگ اشتہارات تقسیم کرنے پر مامور تھے ۔ پانچسو کے قریب گجراتی زبان میں اشتہارات تقسیم ہوئے ۔ حضرت اقدس مسیح موعود کی صداقت پر شام تک تقریر رہی ۔ خدا کے فضل سے بہت کثرت کے ساتھ لیکچر سننے کے لئے لوگ جمع ہو گئے ۔ اندر باہر تمام سامعین بھرے ہوئے تھے ۔ اور جب تک عاجز نے تقریر ختم نہ کی ۔ برابر جمے رہے ۔

ہفتہ وار لیکچر میں بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے اب بہت لوگ آتے ہیں ۔ یہاں تک کہ ہمارے ہال میں جگہ نہیں رہتی ہے ۔

الراقم
حکیم خلیل احمد ۔ بمبئی

مولوی عبد الباری صاحب کا تار اور اُس کا جواب ۔

گذشتہ عید اضحیٰ کے موقع پر مولوی عبد الباری صاحب فرنگی محلی نے مسٹر گاندھی کو بذریعہ تار اطلاع دی تھی ۔ کہ امسال میں نے ہندو مسلمان کے اتحاد کی خوشی میں قربانی نہیں کی ۔ معلوم نہیں ۔ مسٹر گاندھی نے اس کا کیا جواب دیا ۔ لیکن اخبارات بطور خود لکھتے ہیں کہ غالباً مہاتما گاندھی نے جواب میں یہ تار دیا ہو گا کہ ہندو مسلم اتحاد کی خوشی میں ہمارے ہاں چھوت کی قید اُٹھا دی گئی ہے اگرچہ قربانی گاؤ کے مقابلہ میں چھوت چھات کی رسم بہت معمولی اور ادنیٰ چیز ہے ۔ لیکن مسلمانوں کو اسکی بھی امید نہیں

قادیان سے لنڈن

نیّرؔ کا سفرنامہ

۲۶ر جولائی ۱۹۱۹ء - جہاز ایسے سمندر میں چل رہا ہے۔ جو اس بات پر بجا فخر کر سکتا ہے۔ کہ اس کے دائیں ساحل پر وہ ملک ہے۔ جسکے اندر ابو الانبیاء کی بنائی ہوئی عبادت گاہ ہے۔ اور جہاں سردار انبیاء پر کامل شریعت اتری تھی۔ دیار حبیب کی سیر کو جانیوالے حاجیوں کا سٹیمر جہاز کے دائیں طرف نظر آ رہا ہے۔

ہمارا جہاز اس وقت طول بلد ۱۰ - ۱۴ - عرض بلد ۴۲ - ۲۰ - ۴۲ ہے۔ اور آج ۱۲ بجے دن تک ۲۴ گھنٹے میں ۳۰۲ میل چل چکا ہے۔ مشتاق آنکھیں جدہ کی منتظر ہیں۔ دُور سے سید کونین پر سلام پہونچانا اور درود بھیجنا چاہتی ہیں۔ مگر ایک حبشی خلاصی کہتا ہے۔ سات پہاڑوں کے بعد کل جدہ آئیگا۔ عرب کا ساحل سامنے دیکھ کر طبیعت خود بخود مزے لے رہی ہے۔ اور دل دعاؤں میں مصروف ہے۔

خدا تعالیٰ کی توفیق سے آج لکھنؤ اور دہلی کے بعض لوگوں کو پیغام حق تفصیل کے ساتھ پہونچایا ہے۔ اور جہاز کی سب سے بالائی منزل پر کھڑے ہو کر دو سکھ شرفا کو دو شین سے حضرت نانک علیہ الرحمۃ کے اسلام کی خبر دینے والے اشعار پڑھ کر سنائے ہیں۔ بمبئی کے ایک پروفیسر صاحب سے اسلام کی خوبیوں اور اسلامی پردہ پر گفتگو رہی۔ پروفیسر اسلامی پردہ کے مداح ہیں۔

تختۂ جہاز پر ایک بمبئی کے معزز بارسٹر ہیں۔ جو جناب خواجہ صاحب اور ان کے مشن سے خوب واقف ہیں دوران گفتگو میں فرمانے لگے۔ خواجہ کا مشن انگلستان میں ناکام ہے۔ اور یہ بھی کہا کہ وہ ہندوستانیوں کو دھوکہ دے رہا ہے۔

۲۷ر جولائی ۱۹۱۹ء - آج جہاز کی پوزیشن حسب ذیل ہے۔ طول بلد ۱۲ - ۱۹ - عرض بلد ۲۸ - ۳۹ - اور جہاز ۲۴ گھنٹے میں ۳۵۸ میل چلا ہے۔ لوگ ہر روز جہاز کی رفتار پر لاٹری ڈالتے ہیں۔ اور تاش کا جوا تو انگریزوں میں عام ہے۔ آج ۱۲ بجے کے قریب سرکار دو عالم سید لولاک کا مولد گذرا۔ اور میں نے حضرت مسیح موعود کے کلام میں کبوتر شوق کو تصور میں دیار حبیب کی طرف ذیل کا کلام دے کر بھیجدیا ہے ؎

حمامتنا تطیر بریش شوق بھی منقارھا تحف السلام
الی وطن النبی حبیب ربی و سید رسلہ خیر الانام

۲۸ر جولائی ۱۹۱۹ء - آج بہت نوجوانوں کو تبلیغ کرنے کا موقع ملا ہے۔ ایک گریجوایٹ حضرت اقدس مسیح موعود کے ساتھ بہت محبت کا اظہار کرتے ہیں۔ اور حضرت کو مجدد تسلیم کرتے ہیں۔ آپ کی تعلیم پر عمل کرنے کو تیار ہیں مگر ابھی یہی کہے جاتے ہیں۔ کہ تعلیم خوب ہے۔ مگر معلم کی شخصیت تسلیم کرنے کی ضرورت نہیں۔ ان کی تشفی کی کوشش کر رہا ہوں۔ در ثمین فارسی و اردو بعض لوگ پڑھتے ہیں۔ آج ایک نور الدین نام عیسائی در ثمین پڑھتے ہوئے ؎

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

پر بہت چونکا۔ اور قریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور مسیح ناصری کے باہمی مقابلہ کو توجہ سے سنتا رہا۔ اور پھر کثرت ازدواج پر زور سے اعتراض کرتا اور جواب لیتا رہا۔ بعض انگریز بھی توجہ سے سوال و جواب سنتے رہے۔ آخر اس نے اطمینان قلب کا اظہار کیا۔ اور بقیہ سوالات دوسرے دن پوچھنے کا ارادہ ظاہر کیا۔

سمندر پر سورج کے ڈوبنے کا منظر عجیب دلکش ہوتا ہے۔ سرخ زردی مائل بڑی سی گیند دُور پانیوں میں غرق ہوتی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ اور قرآن پاک نے جو ذو القرنین کے نظارے کا ذکر فرمایا ہے۔ وہ بڑی صفائی سے اور وضاحت کے ساتھ دکھائی دیتا ہے۔ مغرب کے بعد میں اور چودہری صاحب درمیانی تختۂ جہاز پر ساحل عرب کی طرف منہ کر کے کھڑے ہوئے اور حضرت مسیح موعود کے اشعار فارسی ؎

عجب نورے است در جانِ محمدؐ
عجب لعلیست در کانِ محمدؐ

اس ذوق و ابتہاج کے ساتھ پڑھے۔ جو اس موقعہ پر ایک مومن کے قلب میں پیدا ہو سکتا ہے۔ اللّٰھمّ صلّ علٰی محمد۔

۲۹ر جولائی ۱۹۱۹ء - جہاز آج اس جگہ کے پاس سے گذرتا ہے۔ جہاں خداوند تعالےٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل کی۔ اور جس "سینا" پہاڑ کو اللہ تعالیٰ نے بابرکت کیا۔ وہ ہمارے سامنے دائیں طرف ہے سمندر کا پانی صاف ہے۔ سبز ہے۔ گول مول سبز رنگ کی مچھلیاں چکر لگاتی ہوئی جہاز کے پاس سے گذرتی ہیں۔ عرب کا ساحل ختم ہو چکا ہے۔ مصر آ گیا ہے۔ اور خشک زمین اب سبزہ پوش نظر آنے لگی ہے۔ مگر سبزی صرف ایک ہی طرف دکھائی دیتی ہے۔ اللہ کی شان ہے۔ خشک پہاڑوں اور ریتلے ملکوں سے اس نے روحانی پانیوں کے چشمے بہا دئے۔ اور خشک "سینا" و ریتلے عرب سے دنیا کے سب سے بڑے روحانی انسان پیدا ہوئے۔ سبحان اللہ وبحمدہٖ۔

شام کا وقت ہے۔ اور جہاز اب سویز میں پہنچ گیا ہے۔ سویز ایک چھوٹا سا مصری قصبہ نہر سویز کے اس کنارہ پر ہے۔ جہاں بحیرہ شام کے پانی اس نہر کے ذریعہ آ کر قلزم سے ملتے ہوئے اور قرآن پاک کی پیشگوئی مرج البحرین یلتقیٰن کو پورا کرتے ہیں ہاں یہ اس مقام پر واقعہ ہے۔ جہاں قلزم کے پانیوں نے حکم الٰہی سے موسےٰ کو پار نکالکر۔ فرعون اور اس کے لشکر کو غرق کر کے حق و باطل میں ایک بین تمیز کی تھی۔ اس نظارہ سے جو خیالات دل میں گذرتے ہیں۔ ابھی تازہ ہی تھے۔ کہ کشتیاں مصری جھنڈا جس پر "ہلال و ستارہ" کا نشان تھا۔ اڑاتی ہوئی جہاز کے قریب آ گئیں۔ اور جہاز کے آدمیوں نے تختۂ جہاز پر سے پانی میں کھڑی ہوئی کشتیوں کے ساتھ خرید و فروخت شروع کر دی۔ رسّی کے ذریعہ ایک ٹوکری نیچے اور اوپر کھینچی جاتی۔ اور نقدی و جنس اس طرح مشتری و بائع کے ہاتھ پہونچتی۔

۲۹ر جولائی ۱۹۱۹ء - ذیقعدہ کا چاند ملک مصر میں اپنی شان کے ساتھ دکھائی دیا۔ اور مسافر نے ہاتھ اٹھا کر آئندہ کے کام اور پیچھے چھوڑے ہوئے پیاروں کو یاد کیا۔ سورج غروب ہونے کے ساتھ ہی جہاز بھی

نہر میں سے چل پڑا۔ اور ایشیاء و افریقہ کے درمیان میں سے "زمین" کا گذرنا اور نہایت خراماں خراماں چلنا عجیب لطف دے رہا تھا *

۳۰۔ جولائی ۱۹۱۹ء۔ رات بھر سویز میں چلنے کے بعد ہم طلوع آفتاب کے وقت اسمٰعیلیہ میں تھے۔ اور راستہ میں نہر پر اس ریل کا پل دیکھا۔ جو افریقہ و ایشیاء کو پیوست کرتی۔ اور قاہرہ سے یروشلم کو جاتی ہے۔ پل کو جب چاہیں توڑ سکتے ہیں۔ اور جب چاہیں۔ پھر لگا دیتے ہیں۔ نہر کا نظارہ دیکھنے کے ساتھ ساتھ آزاد خیال مسیحی سے گفتگو ہوئی۔ اس نے کہا کہ "مسیح ہمیشہ اور ہر زمانہ میں آتا رہتا ہے۔ میں اس امر کا قائل نہیں کہ بس ایک دفعہ یروشلم میں آکر بس ہوگئی ہے"۔ یہ صاحب مدراس کی طرف کے کانگریس کے نمائندہ تھے۔ ان سے سلسلہ عالیہ کا ذکر ہوا۔ اور لٹریچر پڑھنے کو دیا۔ تختہ جہاز پر اکثر لوگ "تحفۃ الملوک" کا انگریزی ترجمہ مطالعہ کر رہے اور کرتے رہتے ہیں۔ جہاز پورٹ سعید دوپہر کے قریب پہنچ گیا۔ اور کچھ لٹریچر لے کر ہم شہر میں گئے۔ یہ شہر یورپین نمونہ پر ہے۔ اس کی آبادی کا جزو اعظم مختلف مسیحی اقوام ہیں۔ یونانی بکثرت آباد ہیں۔ قہوہ خانوں میں مسلمانوں کا مجمع بھی ہے۔ ہم نے برطانوی کونسل سے تعارف و سفارش کا خط لیا۔ اور فرانسیسی کونسل سے پاسپورٹ پر دستخط کرائے شہر میں لٹریچر کافی تعداد میں تقسیم کیا۔ ایک ہندو جنٹلمین ملا۔ اسنے ہم سے کچھ لٹریچر لے کر وعدہ کیا کہ "میں یہاں تمام ہوٹلوں میں پہونچا دیتا ہوں"۔ چنانچہ اس نوجوان نے یہ کام بڑی عمدگی سے کر دیا۔ پورٹ سعید میں جابجا سلسلہ کا چرچا ہونے لگا۔ اور جہاز کو آتے وقت ایک نوجوان تعلیم یافتہ مصری ہماری تلاش کرتے کرتے ہندوستانی طلباء کے ذریعہ ہم سے ملاقی ہوئے چودھری فتح محمد صاحب نے ان کو قریب نصف گھنٹہ تبلیغ کی۔ اور جہاز پر سے ہم نے اس کو کچھ لٹریچر بھجوا دیا پورٹ سعید کی ٹرام گھوڑے کھینچتے ہیں۔ اور پورٹ سعید کا طرز معاشرت یورپین ہے۔ مصری عورتیں سیاہ برقعہ پہنے خرید و فروخت کرتی۔ اور ایک سبزی کی دوکان پر سبزی فروخت کرتی دیکھیں۔ شہر کے مرکز میں "مسجد عباسی" نام شاندار مسجد ہے۔ ہم نے اس میں نماز پڑھی۔ امام صاحب کو تبلیغ سلسلہ کی۔ اور امام صاحب سے "فاضلان جنٹلمین" کا خطاب لے کر واپس آئے۔

پورٹ سعید میں جو واقعہ میرے قلب پر بہت اثر کرنیوالا تھا اور ہمیشہ رہے گا۔ وہ ایک "ننھے سے یوسف کا" ایک مسیحی دوکان میں ملازم دیکھنا تھا۔ دکان میں جاتے ہی اس بچے نے نہایت محبت بھری نگاہوں سے ہماری طرف دیکھا۔ میں نے اس سے عربی میں پوچھا۔ "کیا تم مسلمان ہو"؟ بچے نے جواب دیا۔ "انی مسلم الحمد للہ"

میں نے اسے سورہ فاتحہ کا انگریزی ترجمہ جو نمونہ کے طور پر شائع ہوا تھا دیا۔ اس نے بڑی محبت سے لیا اس کے پاس ایک اور بچہ تھا۔ میں نے اسے بھی ایک نمونہ کا کاغذ دیدیا۔ یوسف نے اس خیال سے جو طبعاً ایسے موقعہ پر پیدا ہوتا ہے۔ جھٹ آگے بڑھ کر کہا۔ "انی مسلم هذا اگریک" بہر حال مصر میں یوسف اور مسیحی دوکان میں ملازم اسکی بھولی سی صورت اور پیار سے دیکھنا اور پھر رخصت کرنے دوکان کے دروازہ تک آنا کچھ ایسا منظر تھا۔ جو کبھی نہیں بھولیگا۔

ایک مسیحی مبلغ سے بھی چند باتیں ہوئیں۔ اور وہ یہ سنکر کہ ہم "مبشرین اسلام" ہیں۔ متعجب ہوا۔ اور کہنے لگا کہ "یہ پہلا موقعہ ہے کہ میں نے اسلامی مبلغ دیکھے ہیں۔ اور معلوم کیا ہے۔ کہ مسلمان بھی مسیحیوں کو تبلیغ کر سکتے ہیں"۔ یہ مسلمانوں کے ملکوں میں کام کرنیوالے مسیحیوں کی رائے ہے۔ کاش! مسلمان جلد مسلمان ہو جائیں *

پورٹ سعید میں مسافروں کو دھوکہ دینے کا مرض عام ہے۔ ایک خوبصورت کاغذ کا بنڈل بنا کے ہیں۔ اور ایک یا دو شلنگ میں اس کو فروخت کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ عجیب چیز ہے۔ جہاز پر جا کر کھولنا۔ اور اس کے اندر تاش کے ایک دو پتے یا ردی کاغذ ہوتے ہیں۔ اس طرح بہت لوگوں کو دھوکہ دیا گیا۔ یہ تہذیب جدید کی علامات سے ایک ہے۔ بندرگاہ کے پانیوں میں جہاز کے ارد گرد غوطہ خور تیرتے پھرتے ہیں۔ جہاں کسی نے دونی تک پھینکی۔ وہ غوطہ لگا کر فوراً نکال لاتے ہیں *

۳۱۔ جولائی ۱۹۱۹ء۔ جہاز بحیرہ ابیض متوسط میں داخل ہوا۔ ایشیاء کو پیچھے چھوڑا۔ یورپ دائیں طرف اور افریقہ بائیں طرف تھے۔ سمندر میں پھر تموج معلوم ہوا۔ اور اکثر لوگ بیمار ہو گئے۔

یکم اگست ۱۹۱۹ء۔ جہاز گذشتہ چوبیس گھنٹہ میں ۳۰۷ میل چلا ہے۔ اور آج بارہ بجے طول بلد ۳۴۔۵۳ عرض بلد ۳۳ ر ۲۰ پر ہے۔ اکثر لوگوں نے ہم سے پتے تبدیل کئے ہیں۔ اور سلسلہ کی باتیں جابجا ہوتی ہیں

۲۔ اگست ۱۹۱۹ء۔ جہاز آج جزیرہ سسلی و ملک اٹلی کے درمیان سے گذر رہا ہے۔ سسلی و اٹلی کے درمیان سے گذرتے وقت ٹرکی و شام و عرب و مصر کو پیچھے چھوڑتے ہوئے اور ٹیونس مورا کو الجیریا بائیں طرف اور ہسپانیہ کو سامنے پا کر مسلمانوں کی گذشتہ عظمت یاد آتی۔ اور مسیحیت کے نام پر مسلمانوں کے خون سے ہاتھ رنگنے اور نشان مٹانے کی کوشش کرنے کے سیاہ داغ وضاحت سے دکھائی دیتے ہیں۔ احمدی مبلغ خدا تعالےٰ پر یقین رکھتے ہیں کہ وہ روحانی ہتھیاروں سے دوبارہ احمد کی تعلیم کو ان ممالک میں پھیلائیگا اور مسیحیت کے مرکز کو اسلام کی روحانی بادشاہت کے نیچے لائے گا۔ اور دنیا پر ایک دفعہ ثابت کر دیگا۔ کہ اسلام کبھی تلوار سے نہیں پھیلا۔

۳۔ اگست ۱۹۱۹ء۔ جہاز پر مسیحی ملازمین سفر وں کے نماز پڑھنے کا انتظام ہے۔ اور چرچ آف انگلینڈ کا پادری نماز پڑھاتا ہے۔ نماز کی گھنٹی بجنے پر اکثر یورپین مسیحی چلے گئے۔ چند جو بیٹھے رہے۔ انہیں سے ایک نے مجھے بتایا کہ وہ "ویزلین" چرچ سے تعلق رکھتا ہے اس لئے نہیں گیا۔ آج سمندر پھر موجیں مارنے لگا۔ اور اس زور سے اوچھلا ہے۔ کہ تختہ جہاز پر پانی بھر گیا *

۴۔ اگست ۱۹۱۹ء۔ لٹریچر کی تقسیم ایک دوست کے سپرد کر کے مارسیلز میں اوترے۔ قلعہ بند بندرگاہ ہے اور یہ دراصل "مارس علی" ہے۔ مارس کا پتہ

بسم اللہ مجریہا و مرسٰہا میں موجود ہے۔ اصل
معنے ہیں۔ عکی کی بندرگاہ۔ اور غالباً اس زمانہ میں اس
کی بنیاد رکھی گئی تھی۔ جبکہ بحیرہ روم ایک اسلامی جھیل
تھی۔ اور اس کے کناروں پر مسلمان ملاح اپنے تجارتی
و جنگی جہاز لئے پھرتے تھے۔ اور مناسب مقامات پر
بندرگاہیں بناتے تھے۔ یہاں ہم دعا کر کے یورپ کی
سرزمین پر اتر گئے۔ اور ٹکٹ خریدنے اور فرانسیسی قونسل
سے دوبارہ دستخط کرانے کے لئے مارسیلز شہر میں گئے
اسٹیشن سے لے کر برابر شراب خانوں کی ایک قطار
جا رہی تھی۔ راستہ میں فرانسیسی سپاہی مختلف وردیوں
میں چلتے پھرتے نظر آتے تھے۔ بعض سپاہیوں کی
ٹوپیوں پر ہلال اور ستارے کا نشان تھا۔ جس سے
خیال ہوا۔ کہ شاید مسلمان ہیں۔ مگر دراصل وہ فرانسیسی
نوآبادکار تھے۔ جو الجیریا میں جا کر آباد ہو گئے ہیں
جابجا عورتیں کام کرتی ہیں۔ مرد اور عورتیں بغل میں
ہاتھ دئے بے تکلف بازاروں میں پھرتی ہیں۔ الجیریا
و موراکو کے مسلمان بھی کہیں کہیں دکھائی دیتے ہیں۔ دو
تین مسلمانوں سے ملاقات ہوئی۔ مگر وہ آزادی
سے بات کرتے ہوئے ڈرتے ہیں ؂

۴۔ اگست ۱۹۱۹ء۔ مجھے ان لوگوں کو دیکھ کر
برطانوی حکومت کی آزادی کی قدر معلوم ہوئی۔ مارسیلز
میں جو چیزیں ہمارے لئے نیا منظر تھا۔ وہ حسب ذیل تھیں
(۱) شراب خانوں کی کثرت (۲) عورتوں کی کثرت
(۳) باربرداری کی گاڑیوں میں بڑے بڑے جسیم و دلیر
گھوڑوں کا جوتنا۔ یہ گھوڑے گویا یورپ کے ہاتھی
ہیں۔ ریلوے اسٹیشن پر ایک یہودی قلی ملا۔ وہ کہنے لگا
"اٰتی من الدمشق و اٰتی من المصر و اٰتی من الفرانس"
مارسیلز ریلوے اسٹیشن پر جینوا اسپیل ٹرین کے لئے اس قدر
انبوہ تھا۔ کہ سیکنڈ کلاس میں جگہ نہیں مل سکی۔ تھرڈ کلاس
میں بھی پہلے تو کھڑے رہے۔ مگر اس کے بعد کچھ
فرنچ ملاح آئے۔ اور ان کے آنے و بدی سپاہیوں
کے نکلنے میں جس قدر وقفہ ہوا۔ اس میں بیٹھنے کی جگہ مل
گئی۔ فرانسیسی سپاہی بالکل سرحدی پٹھانوں کے مشابہ
ہیں۔ صرف زبان کا فرق ہے۔ تمام راستہ گاتے اور
شور مچاتے گئے۔ ہم نے فرانس میں اپنے تئیں اجنبی
ملک میں محسوس کیا۔ اور تعجب سے دیکھا۔ کہ لوگ بہت
کم انگریزی جانتے ہیں ؂

۵۔ اگست ۱۹۱۹ء۔ ہم دن کے بارہ بجے پیرس
پہنچے۔ دنیوی لوگوں کے بہشت کا ملاحظہ کیا۔ میں خیال
کرتا تھا۔ کہ پیرس کی نسبت یہ بھی غلط افواہیں ہیں۔
بہت فحش شہر نہیں۔ کہ اچانک ایک عورت آئی۔
اور میرے ایک ہندوستانی طالب علم ہمراہی کے سامنے
ننگی تصویر رکھ دی کہ وہ اسے خریدے۔ اس ایک امر نے
اس ملک کی تہذیب کا نمونہ دکھا دیا۔ اور اس کے بعد
نہ وقت تھا۔ اور نہ کچھ اور دیکھنے کی خواہش تھی۔

یورپ میں عام کرایہ کی گاڑیاں موٹریں ہیں۔ ایک
موٹر میں بیٹھ کر "بولون" کو لیجانے والی ڈاک گاڑی میں
آکر سوار ہو گئے۔ اور فرانس کی سرسبز زمین میں سے اسلام
کا پودا لگنے کی تمنا و دعائیں کرتے ہوئے گزرے۔
یہاں کے کھیتوں میں ابھی [illegible] تاکہ مسافر
ان کو پڑھیں اور خریدار بنیں۔ [illegible] ان کو انکی اجرت
دیجاتی ہے۔ [illegible] بولون میں [illegible]
اور اس کے بعد جہاز پر سوار ہو کر [illegible] انگلستان کو
عبور کر کے فوکسٹن پہنچے۔ [illegible]
اور اللہ تعالیٰ کی حمد کے ساتھ انگلستان کے [illegible] اسلام سے
منور ہونے کی دعائیں کرتے ہوئے [illegible] غروب ہونے
کے بعد فوکسٹن پہنچے۔ سمندر خوب ساکن تھا۔ اور جابجا
ماہی گیر اپنی بادبانی کشتیوں کے ساتھ شکار میں مصروف
تھے۔ رود بار کا عبور کرنا بعض اوقات جیسا کہ حضرت
مفتی صاحب نے سنایا۔ بہت تکلیف دہ ہوتا ہے۔ مگر
ہمارے ساتھ تو اللہ کے فضل سے خیر گذری۔ فرانس
میں جنگ کی تباہی کے نشانات صرف امیین کے اسٹیشن
کی ٹوٹی ہوئی چھت سے ظاہر ہوتے تھے۔ ورنہ کوئی علامت
نہیں کہ کبھی ہولناک بے نظیر جنگ سے اس ملک کو سابقہ پڑا
تھا۔ فوکسٹن سے سوار ہو کر ہم چیرنگ کراس ریلوے
اسٹیشن پر آئے۔ اور عورتوں و تھوڑے مردوں سے اسٹیشن
کو بھرا پایا۔ تار کی ایک غلطی کی وجہ سے ہمارے دوست
اسٹیشن پر نہیں آ سکے تھے۔ ورنہ حضرت مفتی صاحب کا ارادہ
تھا کہ انگریز مرد و عورتوں کے ساتھ اسٹیشن پر ہمارا استقبال
کرتے۔ ریلوے اسٹیشن پر ایک انگریز رہنما نے ہمیں زیرزمین
ریلوے اسٹیشن کا راستہ بتایا۔ اور ہم سوار ہو کر ایجویر روڈ
ریلوے اسٹیشن پر پہنچے۔ یہاں سے صرف تین منٹ
کے پیدل راستہ پر وہ مکان ہے۔ جو سلسلہ احمدیہ کے
مبلغین کی قیام گاہ ہے۔ ایک نومسلم انگریز خاتون
مسز فلورنس عباسی نے دروازہ کھولا۔ اور جناب مفتی صاحب
سفید داڑھی اور لمبے کرتے کے ساتھ پہلے سے ذرا
خوبصورت شکل اور نسبتاً تھوڑے سے موٹے جسم کے ساتھ
السلام علیکم کا تحفہ لے کر آ موجود ہوئے۔ مکان میں داخل
ہو کر سفر کے سلامتی کے ساتھ ختم ہونے کے لئے اللہ تعالیٰ
کے حضور سجدہ شکر کیا۔ اور الحمد کہا ؂

مولوی محمد علی صاحب سے ایک سوال

مولوی محمد علی صاحب نے حال ہی میں ایک ٹریکٹ شائع کیا ہے
جس میں گورنمنٹ کی وفاداری پر زور دیا ہے۔ اور اس میں یہ
بات [illegible] بڑی جرأت سے لکھی ہے کہ ہمیں گورنمنٹ کے
کسی مخالف سے کوئی واسطہ نہیں۔ حاشا و کلا ہم ایسے شخص کو
[illegible] نہیں۔ انہیں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ ہم ایسے لوگوں کو اپنے
یہاں [illegible] نہیں کرتے۔ نہ ایسے باغیانہ خیالات کے لوگوں سے
ہمیں واسطہ۔ نہ ہم کسی ایسی باغیانہ سوسائٹی کو جانتے ہیں۔ دنیا میں
کہیں کوئی ایسی سوسائٹی یا ایسا شخص ہو تو ہو جس کا ہمیں علم
نہیں۔ اس ٹریکٹ کو ہم نے پڑھا اور غور سے پڑھا۔ دل میں
ایک خلش پیدا ہوئی۔ کہ واقعات سچے ہیں یا اس ٹریکٹ میں جو
مولوی صاحب نے لکھا ہے وہ سچ ہے۔ اس خلش کو دور کرنے کے لئے
ہم حضرت مولوی صاحب سے اور نہ صرف مولوی صاحب سے بلکہ ان کے
رفیق کار جناب ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب سکرٹری سے ایک سوال
کرتے ہیں۔ امید ہے۔ ڈاکٹر صاحب اور مولوی صاحب بات
کو ٹالنے کی بجائے اصل واقعہ کا اظہار بلا لومۃ لائم کریں گے

ہمیں معلوم ہوا ہے کہ چودھری محمد اقبال شیدائی
سیالکوٹی حال وارد احمدیہ بلڈنگس جو عرصہ تین یا ساڑھے
تین سال نظر بند رہے ہیں۔ اور جن کی تصویر سلسلہ نظر بندان
اسلام سے ایک آنے کو ملتی رہی ہے۔ اور اب بھی [illegible]

ہے۔ جو بارہا پنجاب سے چھنڈوارے محمد علی شوکت علی سے ملنے کے لئے سفر کر چکے ہیں۔ اور جو شوکت علی اور گاندھی سے رام پور میں ملے تھے۔ جو مجاہدین سے ملنے کے لئے سرحد پار بھی گئے تھے۔ اور جو اپنے قیام فرنگی محل لکھنؤ میں یہ شعر اکثر پڑھا کرتے تھے ؎

ہم قول کے صادق ہیں اگر جان بھی جاتی
واللہ کبھی خدمت انگریز نہ کرتے

یہی حضرت اس قسم کے خیالات فاسدہ رکھنے کے ساتھ ہی حضرت مسیح موعود واحمد نبی اللہ کو گالیاں دیتے ہیں فرد ہیں۔ اور "سلطان القلم" کی نبرد آزمائی کو لعنت کہا کرتے ہیں۔ کیونکہ اس سے خونی جہاد کا قلع قمع ہو گیا۔ کیا یہ صحیح ہے۔ کہ ان کو آپ مغربی ممالک میں تبلیغ اسلام کی غرض سے تیار کر رہے ہیں۔ اور ان کے ہر قسم کے اخراجات کے کفیل جناب ڈاکٹر شاہ صاحب ہیں۔ مہربانی کرکے جواب سے ضرور مطلع فرمایا جاوے تاکہ معلوم ہو جائے۔ کہ آپ کے تعلقات کس قسم کے لوگوں سے ہیں ؟

خاکسار محمد زبیر۔ لکھنؤ

مسیحی اور بھنگی

نور افشاں موزخہ ۲۲ اگست ۱۹۱۹ء کے صفحہ ۱۰ و ۱۱ پر ایک مسیحی واعظ صلیبی مذہب کی حالت زار پر روتا ہوا اپنی قوم کے لوگوں کو اس پر رونے کے لئے ان الفاظ میں تحریک کرتا ہے کہ مسیحیت نے۔

"ہندو و مسلمانوں کے درمیان کام بالکل ترک کر دیا ہے۔ بازار کی منادی تک ختم ہو گئی ہے۔ ان بھنگیوں کے درمیان کام کرتے کرتے ہم خود بھنگی ہو گئے ہیں۔ نہ وہ ولولے طبیعت میں نہ وہ منادی کا جوش نہ وہ دماغی طاقتیں صغریٰ نہ کبریٰ۔ بس جھاڑو اور ٹوکرا جنکو اس طرح سے ہم اکٹھا کرتے ہیں۔ سوائے کوڑے اور کرکٹ کے کیا ہے .... یہ بے عزتی صرف اسواسطے ہو گئی ہے کہ مسیحیت کو ان بھنگیوں کے درمیان بھنگی بنا دیا ہے۔"

پھر مشن کی حالت کا نقشہ اس طرح کھینچتا ہے کہ:۔

"نیشنل مشنری سوسائٹی نے بھی وہی راہ اختیار کی ہے۔ جو فورن مشنریوں کی ہے۔ اسواسطے کہ طریقہ بہت آسان ہے۔ نہ لیاقت کی ضرورت نہ علم کی حاجت۔ نہ انجیل سے واقفیت۔ نہ کسی اور بات کی فضیلت درکار ہے۔ دو دو چار چار ورکر چوہدری اور مناد رکھ لئے۔ چلو مشن قائم ہو گیا"

باوجود اس خود بیان کردہ حقیقت کے پھر بھی مسٹر واعظ یہ خواہش رکھتا ہے۔ کہ وہ اور اس کا ہم خیال پادری نظیر حسین دونوں مکہ اور مدینہ میں جا کر مسیحیت کا وعظ کریں۔ چنانچہ لکھا ہے کہ:۔

"پادری نظیر حسین صاحب نے یکم اگست کے پرچہ نور افشاں میں مسلمانوں کے درمیان کام کرنے کی نسبت اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ وہ مضمون پڑھتے ہی میرے دل سے یہ کلمہ نکلا کہ تیری آواز مکے اور مدینے یعنے انجیل کی بشارت مکے اور مدینہ میں ہونی چاہیئے ...... بھائی نظیر حسین صاحب۔ میں آپ کے ساتھ متفق ہوں۔ آپ جوان ہیں۔ میں بوڑھا ہوں مگر آپ کے ساتھ کام کرنے کو خوش ہوں۔ آؤ ہم ملکر بھیک مانگ کر ان کے درمیان کام کریں۔"

اسکے بعد نور افشاں اور اس کا بوڑھا نامہ نگار یہ تسلیم کرتے ہوئے کہ اب انکے پاس سوائے کوڑا اور کرکٹ۔ جھاڑو اور ٹوکرا باقی کچھ نہیں۔ اور بھنگیوں میں کام کرتے کرتے وہ خود بھنگی بن گئے۔ نیز مشن کی حالت بھی قابل رحم ہے کیونکہ اب اس میں کام کرنیوالے نہیں رہے۔ وہ ڈپٹی آتھم اور پادری عماد الدین کے زمانہ کو یاد کرتے ہوئے قوم سے پوچھتا ہے کہ:۔

"اب ان کے جانشین کون ہیں۔ اب ان ہزارہا مسیحیوں میں سے جن کو مشنریوں نے جھاڑو سے اکٹھا کیا ہے۔ کوئی ایک دو تو نکالئے"

گویا ہزارہا میں اب ایک آدھ بھی آتھم اور عماد الدین کا قائم مقام نہیں۔ دوسرے لفظوں میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ آتھم اور عماد الدین ان کے خیال میں عیسائیت کے دو بڑے ستون تھے۔ جنکے گرنے کے ساتھ ہی عیسائیت کی عمارت خاویۃ علی عروشھا کی مصداق ہو گئی اور ایسا زوال آیا کہ منادی بند ہو گئی۔ اور کسی دوسرے مذہب کے آدمی سے ملنے تک کی جرأت نہ رہی۔ جیسا کہ خود لکھا ہے کہ:۔

"فی زمانہ بازار کی منادی ملتان۔ امرتسر۔ لاہور۔ گوجرانوالہ اور بٹالہ بالکل نہیں ہوتی۔ حالانکہ ان جگہوں میں دو دو چار چار مشنری دیسی پادری مناد موجود ہیں۔ پوچھو۔ کیوں نہیں کہتے۔ جواب ملتا ہے کہ کام بہت ہے۔ دیہات کے مسیحیوں سے فرصت نہیں ملتی۔ منادی تو الگ رہی۔ ہندو مسلمان سے ملنا ہی چھوڑ دیا ہے۔ کسی کے پاس جا کر بیٹھتے ہی نہیں۔ مشنری تو بھلا صاحب لوگ ہوئے۔ ہمارے بھائی بھی اپنی تبلیغی لیاقت کا خیال کرکے کسی سے ملتے نہیں۔ اگر ملے۔ تو شاید کوئی دینی گفتگو شروع کر دے تو کیا کرینگے"

نامہ نگار عماد الدین اور آتھم کو عیسائیت کا ستون یقین کرتا ہے۔ اور انکی وفات کے بعد انقلاب عظیم کا ذکر کرتا ہے مگر کیا اُسے معلوم ہے۔ کہ ان ستونوں کو گرانے والا اور ان پر غالب آنے والا وہ پاک وجود ہے۔ جو ٹھیک اسی طرح آسمان سے آیا۔ جس طرح ایلیا نبی یوحنا کے لباس میں آیا تھا۔ اور اس نے آکر باطل کا سر کچل دیا۔

اللہ اکبر۔ ببین تفاوت رہ از کجا است تا بکجا۔

کہاں تو وہ وقت کہ عیسائیت آئے دن اسلام پر مخالفانہ حملے کرتی رہتی تھی۔ منادوں نے جگہ جگہ بازار پر پچنگ میں تحریر و تقریر میں مسیح کے مُردوں سے جی اُٹھنے کی منادی کو اپنا فرض اوّلین یقین کیا ہوا تھا۔ لیکن آج وہ ایسی عاجز ہو رہی ہے۔ کہ اس کے واعظ چلا اُٹھے ہیں۔ کہ اب ان کے پاس کوئی رُوحانی طاقت نہیں۔ اگر کچھ ہے تو صرف جھاڑو اور ٹوکرا ہے۔ اور اپنے مُنہ سے اقرار کر رہے ہیں کہ عیسائی منادوں میں اب ہرگز یہ طاقت نہیں کہ مذہبی گفتگو کر سکیں۔ اس سے بڑھکر حضرت مسیح موعود کے اس نشان کے پُورا ہونے کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے جو حدیث میں یکسر الصلیب کے الفاظ میں بیان ہوا ہے۔ کیا ہم امید رکھیں ... کہ عیسائی صاحبان اس سے عبرت حاصل کرینگے۔

الراقم۔ حکیم احمد حسین احمدی مبلغ سلسلہ احمدیہ

فہرست نومبائعین

یہ نمبر شمار جنوری ۱۹۱۹ء سے شروع ہوتا ہے۔ مگر اسے بالکل مکمل نہ سمجھنا چاہیئے۔ بعض ایسے لوگ جو قادیان میں آکر بیعت کرتے ہیں۔ ان کے نام محفوظ رکھنے کی اسوقت تک کوئی مناسب تدبیر نہیں ہوگئی پھر بعض دفعہ بیعت کرنیوالوں کے نام مہتمم ڈاک کی فہرست سے بھی کسی نہ کسی باعث سے رہ جاتے ہیں۔ دفتر الفضل کو جسقدر نام مہیا ہو سکتے ہیں انکو شائع کر دیا جاتا ہے۔ اور انہی کا یہ نمبر شمار ہے۔ (ایڈیٹر)

بقیہ ماہ جولائی ۱۹۱۹ء

۱۱۶۱ - محمد حسن صاحب — حیدرآباد دکن
۱۱۶۲ - مولانا جامی صاحب — میرپور
۱۱۶۳ - عزیز الدین صاحب — ضلع فیروز پور
۱۱۶۴ - شہاب الدین صاحب — ″ لاہور
۱۱۶۵ - تاری کار نڈے کٹ محمد ابراہیم صاحب — مالابار
۱۱۶۶ - حکیم مولوی رونق علی صاحب — ہردوئی
۱۱۶۷ - ناجرہ بیگم ہمشیرہ غلام قادر صاحب — ″ گوجرانوالہ

بابت ماہ اگست ۱۹۱۹ء

۱۱۶۸ - مسماۃ جیوری — مالیرکوٹلہ
۱۱۶۹ - حبیب احمد قریشی صاحب — بریلی
۱۱۷۰ - والدہ عبد الاحد صاحب — ضلع ہزارہ
۱۱۷۱ - امام الدین ولد رمضان صاحب — ″ گوجرانوالہ
۱۱۷۲ - مسماۃ جیواں — ″ ″
۱۱۷۳ - نور احمد صاحب — ″ کرنال
۱۱۷۴ - فیروز الدین صاحب — امرتسر
۱۱۷۵ - فاطمہ زوجہ محمد رمضان صاحب — ″ گورداسپور
۱۱۷۶ - خدا بخش صاحب — ″ گوجرات
۱۱۷۷ - رحمت علی صاحب — ″ لائل پور
۱۱۷۸ - کریم بخش صاحب — ″ ″
۱۱۷۹ - کرم بی بی — ضلع گوجرانوالہ
۱۱۸۰ - خیر الدین صاحب — ″ لائل پور
۱۱۸۱ - اللہ توک صاحب — ″ گوجرانوالہ
۱۱۸۲ - نواب خان صاحب — ″ گوجرات
۱۱۸۳ - بدر الدین صاحب — ″ سیالکوٹ
۱۱۸۴ - سید اصغر علی شاہ صاحب صوفی — لودھیانہ
۱۱۸۵ - علی محمد صاحب — بھاگلپور
۱۱۸۶ - ابراہیم صاحب — ضلع گورداسپور
۱۱۸۷ - حاکم الدین صاحب — ″ منٹگمری
۱۱۸۸ - گوہر علی صاحب مع اہل و عیال ہمکس — ″ لائل پور
۱۱۸۹ - پیر اندتا صاحب — ″ گجرات
۱۱۹۰ - زینب بی بی — ″ لائل پور
۱۱۹۱ - شیخ محمد جعفر صاحب — بمبئی
۱۱۹۲ - محمد صدیق خان صاحب — اوناؤ
۱۱۹۳ - مہتاب بی بی — ضلع سیالکوٹ
۱۱۹۴ - نیرال بی بی — ″ ″
۱۱۹۵ - سید افتخار حسین صاحب — کرنال
۱۱۹۶ - فتح بی بی — ″ سیالکوٹ
۱۱۹۷ - رحمت خان صاحب — ″ گوجرانوالہ
۱۱۹۸ - حضور الدین صاحب — ″ ″
۱۱۹۹ - اللہ داد صاحب — ″ گجرات
۱۲۰۰ - مولوی عبد الحمید صاحب — بھاگلپور
۱۲۰۱ - محمد سمیع صاحب — ″
۱۲۰۲ - والدہ بابو الیاس صاحب — ضلع ہوشیارپور
۱۲۰۳ - یوسف علیخان صاحب — کلکتہ
۱۲۰۴ - رمضان خان صاحب — ″
۱۲۰۵ - محمد ابوبکر صاحب — مدراس
۱۲۰۶ - محی الدین احمد شاکر صاحب — ″
۱۲۰۷ - خدیجہ خاتون — بھاگلپور
۱۲۰۸ - مسماۃ تسلیمہ — ″
۱۲۰۹ - مشتری خانم — ″
۱۲۱۰ - کریم بخش صاحب — متھرا
۱۲۱۱ - محمد الدین صاحب — ضلع شاہپور
۱۲۱۲ - مولوی کرنگوار صاحب — مالابار
۱۲۱۳ - محمد مختار صاحب — مرشدآباد
۱۲۱۴ - عبد الرحمن بابا صاحب — مدراس
۱۲۱۵ - ملک محمد علی صاحب — ″
۱۲۱۶ - محمد حسین صاحب — جنوبی ارکاٹ مدراس
۱۲۱۷ - چراغ دین صاحب — ضلع لائل پور
۱۲۱۸ - نبی بخش صاحب — ″ ہوشیارپور
۱۲۱۹ - جمال الدین صاحب — ″ ″
۱۲۲۰ - کرم الٰہی صاحب — ″ ″
۱۲۲۱ - نور محمد صاحب — ″ ″
۱۲۲۲ - خیر الدین صاحب — ″ ″
۱۲۲۳ - فتح الدین صاحب — ″ ″
۱۲۲۴ - نذیر احمد صاحب — ″ ″
۱۲۲۵ - رشید احمد صاحب — ″ ″
۱۲۲۶ - بتا صاحب — ″ ″
۱۲۲۷ - اللہ دیا صاحب — ″ ″
۱۲۲۸ - جیواں — ″ ″
۱۲۲۹ - محمد اسمٰعیل خان صاحب — بدایوں
۱۲۳۰ - علم الدین صاحب — ضلع سیالکوٹ
۱۲۳۱ - خیر الدین صاحب — ″ امرتسر
۱۲۳۲ - عمر الدین صاحب — ″ گوجرانوالہ
۱۲۳۳ - بدوہ صاحب جٹ — ″ گجرات
۱۲۳۴ - محمد خان صاحب — ″ ″
۱۲۳۵ - نذیر محمد خان صاحب — ہمیرپور
۱۲۳۶ - صادق حسین صاحب — سی پی بلاسپور
۱۲۳۷ - عائشہ — ″ پشاور
۱۲۳۸ - نیاز بیگم — ″ ہوشیارپور
۱۲۳۹ - حسن بی بی — ″ لائل پور
۱۲۴۰ - دولت خان صاحب — سرگودھا
۱۲۴۱ - غلام محمد صاحب — ضلع سیالکوٹ
۱۲۴۲ - شہاب الدین صاحب — ″ ″
۱۲۴۳ - مہندی خان صاحب — ″ ہوشیارپور
۱۲۴۴ - حکیم برکت اللہ صاحب — بمبئی
۱۲۴۵ - فتح الدین صاحب — ضلع لائلپور

(باقی آئندہ انشاء اللہ العزیز)

انگلستان میں ہمہ گیر ریلوے ہڑتال

(۲۷ - ستمبر لنڈن) ریلوے کاریگروں نے وسیع پیمانے پر ہڑتال کرنے کا جو ارادہ کر لیا تھا۔ اس کے مطابق ہڑتال شروع ہو گئی۔ اور کاریگر امن کے ساتھ اپنے کارخانوں سے واپس آ گئے۔ شہر کے چاروں طرف جو بیرہ گاڑیوں کی قطاریں لگی ہوئی ہیں۔ ایڈنبرا اور گلاسگو سے جو ریلوے ٹرینیں گذشتہ رات آئیں وہ مسافروں سے لدی ہوئی تھیں۔ جو بروقت اپنی منزل مقصود تک پہنچنا چاہتے تھے۔ لیکن سرکاری حکام نے اس بات کی ضمانت نہیں دی۔ کہ وہ وقت پر اپنی جگہ پہونچ سکینگے کئی مسافروں کو آسٹریلیا جانا تھا۔ لیکن ہڑتال کی وجہ سے وہ بندرگاہ پر جلدی نہیں پہنچ سکتے تھے۔ گورنمنٹ نے ان کے لئے موٹر گاڑیوں کا انتظام کیا۔ ہوائی جہازوں کی کمپنیاں موجودہ حالت میں اپنے ذرائع آمد و رفت کو کمال کوشش سے مجتمع کر رہی ہیں۔ سٹیم گاڑیوں کے علاوہ برقی طاقت سے چلنے والی ٹرینیں بھی ٹھہری ہوئی ہیں۔ گورنمنٹ عارضی طور پر اجناس ڈاک کی بہم رسانی کے لئے موٹر گاڑیوں اور ہوائی جہازوں کا انتظام کر رہی ہے۔ لوکو موٹو انجنیئروں نے بھی ریلوے کاریگروں کے ساتھ ہمدردی کا ریزولیوشن پاس کیا ہے۔ حالانکہ یہ امر قابل ذکر ہے۔ کہ ان کے مطالبات کو گورنمنٹ نے پورا کر دیا ہے۔ بلکہ ریلوے کاریگروں کا سب سے بڑا اعتراض یہی تھا۔ کہ ان کی تنخواہوں کا فیصلہ لوکو موٹو انجنیئروں کی تنخواہوں کے مطابق نہیں ہوا ✢

اس ہڑتال کی اصلی وجہ یہ ہے کہ دوران جنگ میں ریلوے کاریگروں کو جو تنخواہ ملتی تھی۔ وہ دراصل گرانی اجناس کی وجہ سے مقابلتہً بہت زیادہ تھی چنانچہ جنگ سے پہلے جو کاریگر ۳۰ شلنگ لیتا تھا وہ دوران جنگ میں ۵۳ شلنگ لینے لگا۔ جنگ کے خاتمہ پر گورنمنٹ نے ریلوے کاریگروں کی تنخواہ کا مستقل معیار مقرر کرنے کا ارادہ کیا۔ اس پر ریلوے کاریگروں نے یہ اعتراض کیا کہ دوران جنگ میں جو ان کو تنخواہ ملتی تھی۔ اس کو مستقل کر دیا جائے۔ گورنمنٹ نے اس تجویز کو مسترد کر دیا۔ اور بالآخر یہ قرار دیا کہ موجودہ تنخواہیں ۳۱ - دسمبر تک جاری رہیں۔ گورنمنٹ کا فیصلہ اس حقیقت پر مبنی ہے کہ دوران جنگ میں گرانی اجناس ۱۲۵ فیصدی تک بڑھ گئی تھی۔ اس لئے ۵۳ شلنگ تنخواہ قابل اعتراض نہ تھی۔ اب یہ گرانی ۱۱۵ فیصدی تک گر چکی ہے۔ اور یہ امر یقینی ہے کہ اشیاء کا نرخ اور بھی گر جائیگا۔ ساتھ ہی گورنمنٹ نے وعدہ کیا ہے۔ کہ اگر چیزوں کا بھاؤ ۱۱۰ فیصدی تک گر گیا۔ اور یہ حالت تین ماہ تک لگاتار رہی۔ تو اسوقت ریلوے کاریگروں کی جنگی تنخواہوں میں تخفیف کی جائیگی۔ ریلوے کاریگروں نے اس فیصلہ کو منظور نہیں کیا۔ اور ہڑتال کر دی۔ گورنمنٹ کے مناسب فیصلہ کی روشنی میں ریلوے والوں کی روش مذموم سمجھی گئی ہے۔ اور ان پر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ انہوں نے عوام الناس کے مفاد کو ذاتی منافع پر قربان کر دیا ہے ✢

آئرلینڈ اس سٹرائک میں شامل نہیں ہوا۔

(لنڈن ۲۷ - ستمبر) اندازہ لگایا گیا ہے کہ ۱۰ لاکھ ریلوے کاریگروں نے ہڑتال کر رکھی ہے۔ گورنمنٹ نے عارضی انتظام سے سلسلہ آمد و رفت کو جاری کرنے کی کوشش کی ہے۔ ہڑتال والوں کے پاس تخمیناً ½ ۱۲ لاکھ پونڈ سرمایہ موجود ہے۔ جس سے وہ ایک ماہ تک سٹرائک کر سکتے ہیں۔ لیکن اگر گورنمنٹ نہایت ضروری سلسلہ رسل و پیام کو پہلے تین دن تک کامیاب طور پر جاری رکھ سکی۔ تو ریلوے ہڑتال کی ناکامی یقینی امر ہو جائیگی۔ گورنمنٹ کے پاس بے شمار موٹر کاریں جمع ہو چکی ہیں۔ لیکن اندیشہ ہے۔ کہ اگر ہڑتال کرنے والوں نے حرفتی اور کان کنی اور عام کاریگروں کی امداد و ہمدردی حاصل کر لی۔ اور وہ اتحاد ثلاثہ قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ تو صورت حالات نازک تر ہو جائیگی یہ خیال کیا گیا ہے کہ ریلوے والوں کے ساتھ اظہار ہمدردی کے طور پر گاڑیوں اور ٹراموں کے ڈرائیور بھی ہڑتال کر دینگے۔ اسوقت تک گورنمنٹ کی اپیل کا یہ نتیجہ ہوا ہے۔ کہ ½ ۲ لاکھ اشخاص نے موٹر ڈرائیور بننا منظور کر لیا ہے۔ اسوقت تمام ملک میں دوران جنگ کی طرح اجناس خوردنی اور کوئلہ ذخیرہ سرکاری طور پر تقسیم ہونے لگا ہے۔ مسٹر طامس کا بیان ہے کہ وزراء نے معاملہ فہمی سے کام نہیں لیا تھا۔ اس لئے ریلوے والوں کو ہڑتال کرنی پڑی۔

مسٹر لائڈ جارج نے اس رائے کا اظہار کیا ہے کہ ہڑتال کرنے والوں نے عوام الناس کے مفاد کو بے دریغی سے نظر انداز کر دیا۔ گورنمنٹ کا یقین ہے۔ کہ یہ ہڑتال انارکسٹوں کی گہری سازش کا نتیجہ ہے۔ گورنمنٹ اس سازش کا مقابلہ کرے گی۔ اور امید ہے تمام ملک اس معاملہ میں گورنمنٹ کا ساتھ دیگا ✢

مختلف خبریں

شمالی افریقہ کا سونا ہندوستان میں - لنڈن ۲۶ - ستمبر - پانچ لاکھ پونڈ سونا حال ہی میں شمالی افریقہ سے ہندوستان کو آیا ہے۔ یہ سونا چار پونڈ ۱۹ شلنگ فی اونس کے حساب بکے ہے ✢

ہندوستانی بولشویک - ولایتی اخباروں اور رائٹر ایجنسی کے تاروں میں کئی مرتبہ یہ تذکرہ ہو چکا ہے کہ ہندوستان میں اور بھی کسی جگہ نہیں۔ خود دارالسلطنت دہلی میں ایسے اشخاص کا وجود پایا جاتا ہے۔ جو روس کے بولشویکوں سے براہ راست تعلق رکھتے ہیں ✢

مشرقی بنگال میں خطرناک طوفان - (کلکتہ ۲۸ - ستمبر) مشرقی بنگال سے طوفان کے متعلق جو مزید حالات معلوم ہوئے ہیں۔ ان سے انکشاف ہوتا ہے کہ سن کے کھیتوں میں جسقدر بربادی اس طوفان نے کی ہے۔ احاطہ تحریر سے باہر ہے۔ جہازی کمپنیوں کو سخت نقصان ہوا ہے۔ اسوقت تک تمام نقصان کا قریباً ایک کروڑ کا تخمینہ کیا جاتا ہے ✢

تخت طاؤس فروخت نہ ہوگا شملہ - سفیر ایران کو خبر موصول ہوئی ہے۔ کہ ایران کے خزانہ سے تخت طاؤس کی فروخت کی خبر بے بنیاد ہے۔

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کے لئے شائع ہوا)